# علومِ اسلامیہ کی ایک انسائیکلوپیڈیا

## (برہان اور معارف)

جناب عابد رضا صاحب بیدار ریسرچ ہاؤس، نئی دہلی

---

## برہان

### (۱۹۳۸ء — ۱۹۶۵ء)



| | | | |
|---|---|---|---|
| مذاہب، ۱ | تعلیم، ۱۲ | فارسی ادب، ۲۳ | تاریخ ہندوستان، ۳۴ |
| قرآنیات، ۲ | نفسیات، ۱۳ | عربی ادب، ۲۴ | ترکی، ۳۵ |
| حدیث، ۳ | سائنس، ۱۴ | ترکی ادب، ۲۵ | شرقِ اوسط، ۳۶ |
| فقہ، ۴ | طب، ۱۵ | سیرتِ رسولؐ، ۲۶ | مصر و سودان، ۳۷ |
| تصوف، ۵ | جہازرانی، تقویم، ۱۶ | تذکرہ: وفیات، ۲۷ | افریقا، ۳۸ |
| فلسفہ و کلام، ۶ | لسانیات، ۱۷ | تذکرہ عام، ۲۸ | اسٹریلیا، ۳۹ |
| اسلام، ۷ | صحافت، ۱۸ | فنونِ تعمیر، مصوری، موسیقی وغیرہ ۲۹ | اسلامیانِ روس، ۴۰ |
| متعلقاتِ اسلام، ۸ | اردو ادب، ۱۹ | آثار، ۳۰ | اسلامیانِ یورپ، ۴۱ |
| سیاسیات: ہندوستانی مسلمان ۹ | شاعری، ۲۰ | تاریخ قدیم، ۳۱ | چین، ۴۲ |
| معاشیات، ۱۰ | ابوالکلام آزاد، ۲۱ | سفرنامے، ۳۲ | جنوبی مشرقی ایشیا، ۴۳ |
| سماجیات، ۱۱ | اقبال، ۲۲ | تاریخِ اسلام، ۳۳ | |



---

آج تک دنیا اس کی تقلید میں حساب کو اسی طریقہ سے لکھتی ہے۔ اگر اس کا موجد بائیں سے دائیں کو لکھنے والا ہوتا تو بائیں سے اکائی کو لکھتا، اس کے بعد دہائی کا خانہ داہنی طرف کو بناتا اور پھر اس کے بعد داہنی طرف سیکڑہ کا خانہ بناتا یعنی وہ اس طرح لکھتا (سیکڑہ 3 - دہائی 2 - اکائی 1) - لیکن ایسا نہیں ہے لہٰذا یہ اشارہ اس طرف ہے کہ صفر کا موجد جو اس سہل تر طریقِ حساب کا بھی موجد ہے وہ شخص ہے جس کا رسم الخط دائیں سے بائیں طرف کو ہے۔ عراق کے کھنڈرات سے بابلی تہذیب کے جو بعض کتبے برآمد ہوئے ہیں اس میں اسی طریقِ حساب کا ایک ہلکا سا خاکہ ملتا ہے۔ اس میں اگرچہ صفر کا استعمال نہیں ہے لیکن صفر کی جگہ ایک لکیر کا استعمال کیا گیا ہے، چنانچہ (۶۰) کو ان کتبات میں یوں (-۷) لکھا ہے، اور چھ سو ساٹھ کو (-۲۷) اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احاد و عشرات و مآت کو ترتیب سے رکھنے کا تصور ان کے پاس تھا، نیز ان کے پاس صفر کے لئے بھی ایک علامت تھی، اور ہندوستان کے قبل مسیح کے کتبات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس وقت تک ہندوستان میں صفر کا رواج نہیں ہوا تھا اور نہ احاد و عشرات و مآت کی یہ ترتیب تھی جس کو عربوں نے انہی سے حاصل کر کے حساب الغبار کا نام دیا اور اس کو اپنی اصطلاحات اور اپنے ہندسوں کے ذریعہ بالکل اپنا لیا۔

اب آخر میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اگرچہ کتب ضروریہ کے حاصل نہ ہو سکنے کے باعث میں اپنے اس نظریہ کے لئے کوئی ٹھوس شہادت پیش کرنے سے قاصر رہا ہوں لیکن اہلِ نظر کے لئے کچھ نہ کچھ سامانِ فکر و نظر ضرور پیش کر رہا ہوں، امید کہ تعمقِ نظر رکھنے والے افراد اس طرف توجہ خصوصی فرمائیں گے۔

---


## آثار الصنادید

مؤلفہ: سر سید احمد خاںؒ بانی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی، اب یہ اس کا نیا، مکمل اور جامع ایڈیشن فوٹو آفسٹ پر شائع کیا گیا ہے۔
کتاب میں دلی کی بے شمار تاریخی عمارتوں کے مفصل حالات، نایاب نقشہ جات اور عمارتوں کے کتبات کے فوٹو اور تراجم۔ نیز دلی کی مشہور و معروف شخصیتوں کے حالاتِ زندگی درج ہیں۔
سابقہ تمام ایڈیشنوں کا کل مواد جدید ترتیب کے ساتھ اس میں سمویا گیا ہے۔ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اب یہ ایڈیشن مکمل ترین ایڈیشن ہے۔ ● سائز ۱۸×۲۲/۸ ● بہترین فوٹو آفسٹ طباعت ● عمدہ کاغذ

قیمت مجلد اٹھارہ روپے -/18

مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

# علومِ اسلامیہ کی ایک انسائیکلوپیڈیا
## (برہان اور معارف)

جناب عابد رضا صاحب بیدار پسرد ہاؤس، نئی دہلی

---

## برہان
### (۱۹۳۸ء ———— ۱۹۶۵ء)

| | | | |
|---|---|---|---|
| مذاہب، ۱ | تعلیم، ۱۲ | فارسی ادب، ۲۳ | تاریخ ہندوستان، ۳۴ |
| قرآنیات، ۲ | نفسیات، ۱۳ | عربی ادب، ۲۴ | ترکی، ۳۵ |
| حدیث، ۳ | سائنس، ۱۴ | ترکی ادب، ۲۵ | شرقِ اوسط، ۳۶ |
| فقہ، ۴ | طب، ۱۵ | سیرتِ رسولؐ، ۲۶ | مصر وسوڈان، ۳۷ |
| تصوف، ۵ | جہازرانی، تقویم، ۱۶ | تذکرہ: وفیات، ۲۷ | افریقا، ۳۸ |
| فلسفہ وکلام، ۶ | لسانیات، ۱۷ | تذکرہ عام، ۲۸ | آسٹریلیا، ۳۹ |
| اسلام، ۷ | صحافت، ۱۸ | فنونِ تعمیر، مصوری، موسیقی وغیرہ، ۲۹ | اسلامیانِ روس، ۴۰ |
| متعلقاتِ اسلام، ۸ | اردو ادب، ۱۹ | آثار، ۳۰ | اسلامیانِ یورپ، ۴۱ |
| سیاسیات: ہندوستانی مسلمان، ۹ | شاعری، ۲۰ | تاریخ قدیم، ۳۱ | چین، ۴۲ |
| معاشیات، ۱۰ | ابوالکلام آزاد، ۲۱ | سفرنامے، ۳۲ | جنوبی مشرقی ایشیا، ۴۳ |
| سماجیات، ۱۱ | اقبال، ۲۲ | تاریخِ اسلام، ۳۳ | |

یہ معارف اور برہان کے مضامین کا اشاریہ ہے جن کی مکمل جلدیں کم ہی جگہوں پر محفوظ ہوں گی اور جو اپنی جامعیت اور تنوع کے اعتبار سے علومِ اسلامیہ کی ایسی انسائکلوپیڈیا ہے جس کے مشتملات کے بارے میں علم و اطلاع نہ ہونے کے سبب اس سے پورا استفادہ ہر ایک کے لئے ممکن نہیں رہا ہے اور مجھے کوئی تعجب نہیں ہوگا اگر اسی علم و اطلاع نہ ہونے کے سبب ہی، اس اشاریہ کو میرا دیا ہوا عنوان حیرت و استعجاب یا پھر اعتراض کی نظر سے دیکھا جائے واقعہ یہ ہے کہ دونوں پرچوں نے اسلامی اور عمومی علمی موضوعات پر مستند اور ٹھوس مضامین کا اتنا بڑا ذخیرہ اُردو میں فراہم کردیا ہے جس کی نظیر اسلامی دنیا میں ملنی مشکل ہے۔ معارف کی فضیلت کے لئے تنہا یہ امر کافی ہے کہ اُسے نکلتے ہوئے اب پوری نصف صدی ہوجائے گی، اور خدا اس کی عمر دراز کرے، ان پچاس سال میں تواتر اور استقلال کے ساتھ یہ ایک ہی میدان میں جما رہا ہے، اور ایک سے اعلیٰ معیار کے ساتھ!

برہان کو بھی اب تیس ۳۰ سال ہوجائیں گے۔ اور ان دونوں نے اب تک جو کچھ پیش کیا ہے جدید عہد میں ساری اسلامی زبانوں میں اتنے متنوع تاریخی اور علمی موضوعات پر خالص علمی انداز کے ساتھ یکجا ایسا مستند مواد کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتا، اُردو کا تو ذکر ہی کیا!

مولانا سید سلیمان ندوی کی ادارت میں دار المصنفین، اعظم گڈھ سے جولائی ۱۹۱۶ء / رمضان ۱۳۳۴ھ میں معارف کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔ جولائی ۱۹۳۸ء (جمادی الاول ۱۳۵۷ھ) میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی ادارت میں ندوۃ المصنفین، دہلی سے برہان کا پہلا پرچہ؛ دونوں پرچے اپنے اداروں کے آرگن تھے۔

دار المصنفین مولانا شبلی کی تخلیق تھی جس کا نقشہ ۱۴ء کے مولانا ابوالکلام کے الہلال میں انھوں نے شائع کرایا تھا۔ لیکن اس کی تشکیل اور پھر پرورش ان کے جانشین اور شاگردِ رشید سید سلیمان ندوی کی زیرِ قیادت ندوی فاضلوں کی ایک منتخب جماعت کے ہاتھوں ہوئی۔ مسعود علی ندوی، عبدالسلام ندوی، سعید انصاری، نجیب اشرف ندوی، سید ابوظفر ندوی، عبدالباری ندوی، حاجی معین الدین ندوی، ابوالجلال ندوی۔ ابوالحسنات ندوی، شاہ معین الدین ندوی، محمد اویس نگرامی ندوی، مجیب اللہ ندوی، دار المصنفین کے مختلف زمانوں کے ممتاز نام ہیں، اور اخیر عہد میں ایک نام مزید صباح الدین عبدالرحمٰن ایم اے۔

دار المصنفین نے اب تک سیرت، سیرِ صحابہ، سوانح بزرگانِ اسلام دائمۂ علوم تاریخ علوم و فنون،

تاریخ اسلام، تاریخ ہندستان، کلام، فلسفہ، فقہ، تفسیر اور لغت کے موضوعات پر اپنی پچاس سال کی زندگی میں سو کے قریب اعلیٰ معیاری کتابیں پیش کی ہیں۔

سید سلیمان ندوی کے بعد دار المصنفین اب شاہ معین الدین ندوی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

ندوۃ المصنّفین کا خاکہ دار المصنفین کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا اور زمانے کے بیس بائیس سال آگے بڑھ جانے کے بقدر نئے تقاضوں کو بھی مدنظر رکھا گیا۔

ندوۃ المصنّفین دیوبند کے فاضلوں کے ہاتھوں تشکیل پایا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، حفظ الرحمٰن سیوہاروی مرحوم اور سعید احمد اکبر آبادی اس کے اعیانِ ثلاثہ تھے اور یہی اس کے سب کچھ تھے، مولانا حفظ الرحمٰن کو جیل اور پھر آزادی کے بعد جمعیۃ العلماء کی مصروفیتوں سے کم ہی فرصت مل سکی، سعید احمد اکبر آبادی دہلی میں قیام کے زمانے تک اس کے سرگرم کارکن رہے لیکن پھر مدرسۂ عالیہ کلکتہ کی پرنسپلی اور اس کے بعد علی گڈھ کے شعبۂ دینیات کی صدارت نے انھیں گوناگوں مقامی اور شعبہ جاتی مصروفیات میں الجھالیا، یہ بڑی بات ہے کہ وہ اس عرصے میں، کچھ دنوں کے سوا، برہان کے 'نظرات'، پابندی کے ساتھ لکھتے رہے، لیکن آزادی کے بعد سے پھر وہ نقشہ نہ جم سکا جو، ۴۷ء کی تباہی تک جمتا جا رہا تھا۔ یعنی ندوۃ المصنفین ریسرچ' اور تصنیف و تالیف کے اعلیٰ تحقیقی ادارہ کی شکل اختیار کرتا جا رہا تھا جس میں ریسرچ فیلو مقرر کرکے انہیں اسکالرشپ دے کر مستقل ریسرچ کرانے کی اسکیمیں بروئے کار لائی جانے والی تھیں؛ پھر، ع آں قدح بشکست و آں ساقی نماند!

'آں ساقی نماند' میں نے غلط کہا۔ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے جس بے جگری سے حالات کا مقابلہ کیا اور ادارہ کو سخت نامساعد حالات میں بھی زندہ رکھا' وہ اس بات کی ایک اچھی مثال ہے کہ بڑے کام جو تنظیمیں نہیں کر پاتیں، اکثر بڑے افراد کے ہاتھوں انجام پا جاتے ہیں اور اس دنیا کا یہ سارا کارخانہ ہر جگہ اور ہر عہد میں کسی نہ کسی مردِ خدا کے عزمِ محکم اور سعیِ پیہم کے آگے بے بس ہو کر جیسی شکل وہ دینا چاہتا رہا ہے ویسے ہی بدلتا رہا ہے۔

ادارے کی تصنیف و تالیف کا پروگرام' برہان کے لئے مقالات کا انتخاب، برہان کی کبھی کبھی باقاعدہ اور اکثر بے قاعدہ ادارت، اور پورے ادارے کا نظم و نسق، مفتی صاحب اکیلے یہ سب کچھ کرتے رہے ہیں۔ اور شاید وہ اکیلے ہمت چھوڑ بیٹھتے اگر مولوی محمد ظفر احمد خاں جیسا مخلص کارکن انہیں نہ مل جاتا۔ ظفر صاحب پچھلے ۲۵ سال سے ادارہ سے

وابستہ ہیں، اور اپنی صحت کو داؤں پر لگا کے ادارہ کی سلامتی کے ضامن بنے ہوئے ہیں، اللہ انہیں تادیر سلامت رکھے، ایسے پیارے انتخاب کے لئے بھی کریڈٹ ان سے زیادہ خود مفتی صاحب کو پہنچتا ہے۔

اب پچھلے چند سال سے، خصوصاً مولانا حفظ الرحمن کے انتقال کے بعد سے قومی سیاست اور پھر گروہ بند سیاست کے جھمیلوں نے انہیں بُری طرح گھیر رکھا ہے، وہ سیاسی آدمی نہیں، اس لئے ادارہ کے کام پر ان کے انتشار کا اثر پڑ سکتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ سیاست کو اب ایسے آدمیوں کی بے حد ضرورت ہے جو سیاسی نہ ہوں، ورنہ قوم اور ملت دونوں کا حشر معلوم!

یہ دراز تر حکایت اس ضمن میں تھی کہ مولانا حفظ الرحمن اللہ کو پیارے ہوئے، مولانا سعید احمد اکبر آبادی فرائضِ منصبی میں اُلجھ گئے اور مفتی صاحب کے یہ جھمیلے؛ غنیمت ہے کہ برہان ابھی تک اس سے متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہی ادارہ کے اشاعتی پروگرام۔ لیکن ادارہ کے لئے ایسے وسائل بہم پہنچانا کہ وہ اپنا پچھلا علمی معیار برقرار رکھ سکے اور مقررہ تعداد میں اعلیٰ کتابیں پیش کرتا رہے، اس کے لئے یقیناً ذہنی یکسوئی اور فراغت کی ضرورت ہے۔

اب تک ندوۃ المصنفین نے تاریخِ اسلام، تاریخِ ہندوستان، قرآن، حدیث، تفسیر، تصوف، لغت فقہ، اور سوانح کے موضوعات پر ۲۷ سال کی مدت میں تقریباً ساٹھ معیاری کتابیں پیش کی ہیں۔

اداروں کے تعارف کے بعد اصل بات: معارف اور برہان!

سید صاحب کے بعد معارف کی زمامِ ادارت شاہ معین الدین ندوی کے ہاتھوں میں ہے، اور برہان کو شروع سے سعید احمد اکبر آبادی چلا رہے ہیں (سوائے ۴۳ء۔ ۴۴ء کے جب نظرات بھی مفتی صاحب کے آنے لگے تھے اور سرورق پر "مرتبہ مفتی عتیق الرحمن عثمانی" بھی)

سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء — ۱۹۵۳ء) کے لئے اقبال نے "علومِ اسلامیہ کی جوئے شیر کا فرہاد" کے قابلِ رشک الفاظ استعمال کئے ہیں اور شاہ معین الدین ندوی کو سید سلیمان ندوی کا صحیح جانشین نہ ماننے کا احساس معارف کے وابستگان کو تو ہوا نہیں۔ برہان کے سعید احمد اکبر آبادی (۱۹۰۸) 'صدیق اکبر'، 'فہم قرآن'، اور 'اسلام میں غلامی کی حقیقت' کے مصنف سے زیادہ علومِ اسلامیہ پر گہری نظر، 'تفقہ فی الدین' اور مسائلِ اسلامی میں انتہائی دلچسپی رکھنے والے عالم کی حیثیت سے ہندِ اسلامی میں ایک معروف شخصیت ہو چکے ہیں۔

سید صاحب، شبلی کے پروردہ تھے اور ندوہ کے فاضل؛ الندوہ جیسے اعلیٰ علمی پرچہ کی مددگار ادارت کا تجربہ تھا، اس کے بعد مولانا ابوالکلام کے الہلال میں بھی چند مہینے کام کر چکے تھے؛ عربی، فارسی اور اُردو کے علوم و ادبیات کے ساتھ ساتھ علومِ جدیدہ سے بھی ضروری واقفیت تھی اور مغربی زبانوں سے اپنا مطلب اخذ کرنے کی صلاحیت تھی۔ علمی مذاق بھی تھا اور ادبی ذوق بھی (اور شاہ معین الدین کو یہ سب کچھ ورثہ میں ملا ہے) معارف نکلا اور نکلتے ہی چمک گیا۔ اور رفتہ رفتہ اس کا ایک ایسا ٹھوس حلقہ بن گیا، لکھنے والوں کا بھی اور پڑھنے والوں کا بھی، جو مضبوط تر ہوتا گیا۔ ۱۹۴۳ء کے شذرات سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ عرصے کے لئے عبدالماجد دریابادی بھی ادارت میں شامل رہے، کتنا عرصہ، یہ واضح نہیں۔

سید صاحب ۴۶ء کی جولائی سے ریاستِ بھوپال کے امورِ مذہبی کے افسرِ اعلیٰ ہو کر اُدھر چلے گئے۔ مگر رسالہ کی نگرانی جاری رہی۔ ان کی عدم موجودگی میں شاہ صاحب (اور ایک سال کے لئے، ۱۹۴۷ء میں سید ریاست علی ندوی) ان کا کام سنبھالے رہے اور شذرات اور تبصرے بھی لکھتے رہے، ۱۹۴۹ء سے شریکِ مرتب کے طور پر شاہ معین الدین ندوی کا نام باقاعدہ طور پر آنے لگا، حالانکہ اب سراسر ترتیب انھیں کی ہوتی تھی، بلا شرکتِ غیرے۔ ۱۹۵۱ء میں سید صاحب کے پاکستان چلے جانے کے بھی سال ڈیڑھ سال بعد شاہ صاحب کا نام ایڈیٹر کی حیثیت سے آیا، اور وہی اب بھی اس منصب پر فائز ہیں۔

دوسری جنگ کے بعد یا دورانِ جنگ ہی میں ایک نمایاں فرق تو معارف میں یہ آیا کہ تازہ مطبوعات کے ذیل میں، چھوٹے چھوٹے، رسالوں اور اخباروں پر جو تبصرے نکلتے رہتے تھے وہ بند ہو گئے، ان تبصروں نے ایک تاریخ بنائی تھی، اُردو صحافت کی تاریخ، جو آج معارف ہی کے صفحات میں محفوظ ہے اور کہیں نہیں (کئی سال بعد ۱۹۴۹ء میں یہ سلسلہ پھر چھڑا مگر چلا نہیں)

برہان کے ایڈیٹر مولانا اکبر آبادی دیوبند کے فاضل بھی ہیں اور عربی کے ایم، اے بھی (حال ہی میں کچھ عرصہ کیلئے کناڈا کے ادارۂ علومِ اسلامیہ، میں وزٹنگ پروفیسر بھی رہ آئے ہیں) کلکتہ، دہلی، اور علی گڑھ جیسے چوٹی کے شہروں یا اداروں میں کام کرنے کا تجربہ رہا ہے۔ برہان کی ترتیب میں نہ سہی نظرات میں ان سب باتوں کی جھلکیاں ضرور ملتی ہیں۔

معارف اور برہان دونوں کے شذرات اور نظرات مستقل نوعیت کی چیزیں ہیں اور کم ہی ایسے ہوں گے جو کسی نہ کسی طور پر اس قابل نہ ہوں کہ وہ پیشِ نظر اشاریے میں جگہ نہ پا سکے ہوں۔

دونوں رسالوں کا سائز ۲۶×۲۰/۸ رہا ہے اور جنگ کے زمانے کے چند ماہ کو چھوڑ کے معارف کے صفحات کی تعداد ۸۰ رہی اور برہان کی ۶۴۔ کاغذ ہمیشہ اچھا سفید استعمال ہوا اور ٹائٹل ہمیشہ سادہ رہا —— اور بجز معارف کے دو خاص نمبروں کے (حبیب الرحمٰن شروانی اور سلیمان ندوی نمبر) دونوں نے مدت العمر کوئی خاص نمبر سالنامہ کے طور پر کبھی نہیں نکالا۔ دونوں پرچوں میں جن کتابوں پر تبصرے نکلے ہیں ان کی فہرست الگ بننی چاہیے (اس اشاریہ میں اس کی کوئی جگہ نہ تھی) اور اسی طرح اخبارات و رسائل کی بھی۔ اس سے پچھلی نصف صدی میں علمی و ادبی ترقی کا ایک بڑا حصہ سامنے آجائے گا۔ (ویسے کتابوں اور مجلّوں کی اس طرح جو فہرست بنے، ضروری ہے کہ دوسرے رسائل بھی سامنے رکھے جائیں ان کے تبصرے بھی دیکھے جائیں اور فہرست کو مکمل طور پر پیش کیا جائے)

منظومات کا حصّہ دونوں کے یہاں، "منھ کا مزا بدلنے کے لئے" ہوتا ہے اس لئے غیر اہم ہے (شاید غیر مناسب بھی!) شذرات (اور نظرات) دونوں رسالوں کے اہم ہوتے ہیں اور، جیسا کہ میں نے پہلے کہا، اکثر اس قابل ہوتے ہیں کہ مستقل بالذات نوعیت کا مقالہ شمار کر کے حوالہ دیا جا سکے۔

~~~~~~~~

اشاریہ کی ترتیب اس طرح ہے:

پہلے مضمون کا عنوان دیا گیا ہے، پھر بریکٹ میں مصنّف کا نام ہے، اور اس کے بعد، جلد اور شمارہ کا حوالہ ہے، یعنی مثلاً ۲۶ / ۵ کا مطلب ہے جلد ۲۶ کا پانچواں شمارہ —— یا مثلاً ۴۶ / ۱؛ ۴۸ / ۱—۵؛ ۵۰ / ۳—۶ کا مطلب ہے جلد ۴۶ کا پہلا شمارہ، جلد ۴۸ کا شمارہ ایک تا شمارہ پانچ، اور جلد ۵۰ کا شمارہ تین تا شمارہ چھ۔ یعنی یہ مضمون اتنے پرچوں پر پھیلا ہوا ہے۔

اکثر عنوان خود توضیحی ہیں، لیکن جہاں کہیں ایسا نہیں ہے وہاں مختصراً مضمون کے موضوع کے بارے میں چند لفظوں میں وضاحت کر دی گئی ہے۔
~~~~~~~~

آدمی جتنی حقیقتوں کو پالے، اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ بنی نوع کے لئے انھیں عام کرنے کی کوشش کرے تاکہ علم واطلاع کا دائرہ وسیع تر ہوتا جائے، اور، تاکہ تحقیق، یا حق کی جستجو، کرنے والے ہر وادی میں بھٹکتے نہ پھریں؛ وقت کے قیمتی سرمایہ کو بچانا، ضرورت مند کو ضروری اطلاع بسہولت بہم پہنچا دینا، اور متعلقہ علم وفن میں حق اور صداقت کے متلاشی کی براہِ راست اور بعجلت مدد کرنا، اس قسم کے اشاریوں سے میرا عمومی مقصد رہا ہے، اور یہاں یہ مقصدِ خصوصی بن گیا ہے؛ اگر یہ مقصد کسی حد تک بھی حاصل ہو گیا، اور علمی تحقیق کرنے والے کچھ لوگوں کو بھی ان حوالوں سے فائدہ پہنچ گیا، تو میں سمجھوں گا میری محنت اکارت نہیں گئی۔

(عابد رضا بیدار)

# موضوعات

## ① مذاہب


۱- شنتو مذہب کی کتابیں (محمد غوث) ۵/۲۶

۲- بوذاسف (معصومی) ۴/۳۲

—— مناظر احسن گیلانی وغیرہ کے مضامین پر

۳- الوہیت مریم کا مسئلہ (شبیر احمد خاں غوری) ۴/۴۴

۴- لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر (محمد تقی امینی) ۱/۴۶؛ ۴۸/۱-۵؛ ۵۰/۳-۶

۵- ہفت تماشائے مرزا قتیل (محمد عمر) ۴۸/۵، ۶؛ ۴۹/۱-۶؛ ۵۰/۱، ۲، ۴-۶

۶- مذہب کا تقابلی مطالعہ: کیوں اور کس طرح (ڈبلو سی اسمتھ - ترجمہ: مبارزالدین رفعت) ۴/۴۹

۷- مذہب اور انسانیت (یعقوب الرحمٰن عثمانی) ۱/۱

# ② قرآنیات

۸- قرآن اپنے متعلق کیا کہتا ہے (حفظ الرحمن) ۳/۱۷-۶ ؛ ۱۸/۱-۳

۹- اسبابِ کفر و جحود (میر ولی اللہ ایبٹ آبادی) ۱/۱۷، ۲، ۶ ؛ ۱/۱۸

——— جو قرآن مجید میں بیان ہوئے۔

۱۰- حضرت موسیٰؑ کے واقعۂ ایذا رسانی (اور سورۂ احزاب کی آیت کے متعلق برأت کی تحقیق)

(داؤد اکبر اصلاحی) ۳/۱۷

۱۱- قرآن کے لفظی اور معنوی حقوق (خواجہ سید محمد علی شاہ اسحاقی رحمانی سہارن پوری) ۱/۲۴-۴

——— تلاوت، فہم، عمل

۱۲- قرآن کے تحفظ پر ایک تاریخی نظر (غلام ربانی) ۶/۲۲ : ۱/۲۳-۴

۱۳- ہزار سال کے قدیم ترین تاریخی وثائق قرآن کی روشنی میں (گیلانی) ۱/۲۳، ۲

۱۴- جنّ (حکیم محمد ابوذر) ۶/۲۴ ؛ ۱/۲۵

——— مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر پر بحث

۱۵- دلائل القرآن (نجم الدین اصلاحی) ۲/۲۵-۴

۱۶- ——— خدا کے کلام اور رسول کے کلام کا فرق

قرآن مجید کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں (تلخیص و ترجمہ) ۲/۴

۱۷- قرآن مجید کے چند اور تراجم : مکتوب عبد الماجد دریا بادی ۳/۴

۱۸- حضرت نوحؑ اور طوفانِ نوحؑ (حفظ الرحمن) ۲/۴، ۵

"شیخ عبد الوہاب کی قصص الانبیاء سے، جس کا آزاد ترجمہ ہم جلد شائع کریں گے"

۱۹- بعض مشہور مذاہب کے صحفِ مقدسہ کی ترتیب

اور قرآن مجید کی لسانیاتی اہمیت (عبد المالک آروی) ۱/۴

۲۰- جمعِ قرآن پر ایک نظر (قاضی عبد الصمد صارم سیوہاروی) ۴/۴

۲۱- عصمتِ انبیاء (حفظ الرحمٰن) ۵/۱ ؛ ۵/۶

——— (۱) ختم المرسلین اور حضرت زینب بنت جحش (۲) حضرت سلیمان۔

۲۲- ایک علمی سوال اور اس کا جواب (حفظ الرحمٰن) ۸/۳، ۴

سوال یہ کہ قرآن نے جو سورتیں لکھنے کا چیلنج دیا تھا، ایک سورت کے بعد دسؔ کیوں کر دی تھیں جب ایک ہی نہ لکھی گئی تھی تو پھر تو گھٹا دینا چاہیے تھیں۔

۲۳- حضرت یونسؑ کا ذکر قرآن مجید میں (ابوالقاسم محمد حفظ الرحمٰن) ۱/۴، ۵

۲۴- حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ کی تشریح و توضیح (〃) ۱/۲، ۵، ۶

۲۵- قرآن کا معیارِ فکر و نظر (قطب الدین احمد) ۳۳/۳

۲۶- عصمتِ حضرت آدم قرآن کی روشنی میں ("ح") ۲/۲

۲۷- سورۂ فاتحہ کے بعض اہم مباحث (ضیاء الدین اصلاحی) ۴۲/۲، ۳

——— اہم مضمون ہے۔

۲۸- تحقیق معنی العالمین (محمد اجمل خاں) ۴۵/۲

۲۹- علم تفسیر پہلے مدون ہوا یا علم حدیث (خواجہ محمد علی شاہ) ۲۷/۱، ۲

۳۰- قرآن مجید اور ترجمہ و تفسیر (خواجہ محمد علی شاہ) ۳۰/۶ ؛ ۳۱/۱، ۲، ۵

۳۱- سورۂ بقرہ کی ایک آیت کی صحیح تاویل (ضیاء الدین اصلاحی) ۳۸/۲

"وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ ......"

۳۲- فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الخ الآیۃ کی صحیح توجیہ (ضیاء الدین اصلاحی) ۳۸/۴

——— بقرہ و اعراف میں بنی اسرائیل کے سلسلے کی آیات

۳۳- تفسیر لفظ الرحمان (محمد اجمل خاں) ۴۲/۲ ؛ ۴۴/۴

۳۴- قرآن کے اردو تراجم (سید محبوب رضوی) ۱۲/۱

۳۵- نظریۂ موت اور قرآن (سید ابوالنظر رضوی) ۱۲/۳-۶

۳۶- حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی کا مقدمۂ ترجمۃ القرآن (حفظ الرحمٰن) ۱۵/۴، ۵

—— ترجمہ تو چھپ گیا مقدمہ ابھی تک قلمی ہے اس کا فارسی متن مع ترجمے کے دیا ہے تفصیلی تعارف کے ساتھ۔

۳۷- حضرت ابراہیمؑ اور ایک بادشاہ کا مکالمہ (سید ابوالنظر رضوی) ۱۵/۶

—— الہلال ۲۷ء میں مولانا آزاد نے اس سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں چار قسطیں لکھیں، میں نے بھی اپنے شکوک لکھ بھیجے مگر الہلال بند ہوگیا۔ اب پھر میں نے لکھے ہیں۔

۳۸- حضرت ہارونؑ اور گوسالۂ طلائی (اسحٰق النبی علوی) ۱۶/۱

—— خروج کے ۳۲ ویں باب کی تشریح، نگار کے "ماخذ القرآن" مصنفہ ٹسڈل کے جواب میں

۳۹- حجاج ابراہیمی اور نمرودی مغالطہ (گیلانی) ۱۶/۵

—— ابوالنظر رضوی کے مضمون کو آگے بڑھایا ہے۔

۴۰- آزر (محمد ادریس میرٹھی) ۲/۴

۴۱- اقسامِ قرآن (سید صبغت اللہ البختیاری) ۶/۱

۴۲- ذوالقرنین اور سدّ سکندری (حفظ الرحمٰن) ۷/۱، ۲

۴۳- ایضاً: استدراک (〃) ۷/۳ — ۶

—— عبدالماجد دریا بادی کے مضمون مطبوعہ صدق کے جواب میں۔

۴۴- قرآن مجید اور اس کی حفاظت (بدر عالم میرٹھی) ۹/۱ — ۶ ؛ ۱۰/۱ — ۴

۴۵- فرعونِ موسیٰ (محمد فرید الوحید — ترجمہ: اکبرآبادی) ۲/۶

۴۶- فہم قرآن (اکبرآبادی) ۱/۳ — ۶ ؛ ۲/۲، ۵، ۶

۴۷- عربی تنقید پر قرآن مجید کے اثرات (احتشام احمد ندوی) ۵۲/۳